وحی صرف بذریعہ واسطہ ہوتی ہے

ebooks.i360.pk

تحریر:

محمد نعیم خان

ہمارے ہاں ایک عقیدہ یہ پایا جاتا ہے کہ وحی کی ایک قسم یہ بھی ہے جس میں اللہ اپنے نبی سے براہ راست بلاکسی واسطے کے کلام کرتا ہے. اس میں نبی اللہ کی آواز سنتا ہے پردے کی پیچھے سے. کیا قرآن اس کی تائید کرتا ہے؟

یہ بات یاد رکھئے کہ تمام انبیا پر اللہ کی وحی فرشتے کے توسط سے آتی تھی. اس میں تین فریق ہوتے ہیں، ایک اللہ، ایک اس کا فرشتہ اور تیسرا اس کا نبی جس پر وحی نازل ہوتی ہے. اس میں بعض اوقات اللہ براہ راست اپنے نبی سے خطاب کرتا ہے، جو اس کا فرشتہ نبی تک پہنچاتا ہے، کبھی اللہ کی اجازت سے فرشتہ نبی کے سوال کا جواب دیتا ہے اور کبھی جب نبی فرشتے سے سوال کرتا ہے تو اس کا جواب فرشتہ اللہ کے حضور پیش کر کے اس کا جواب لاتا ہے.

جو آیت اس کے حق میں پیش کی جاتی ہے کہ حضرت موسیٰ سے اللہ نے براہ راست کلام کیا وہ سورہ النساء کی آیت ۱۶۴ ہے.

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴿۱۶۴﴾

ہم نے اُن رسولوں پر بھی وحی نازل کی جن کا ذکر ہم اِس سے پہلے تم سے کر چکے ہیں اور اُن رسولوں پر بھی جن کا ذکر تم سے نہیں کیا ہم نے موسیٰؑ سے اِس طرح گفتگو کی جس طرح گفتگو کی جاتی ہے (۱۶۴)

یہاں احباب سوال کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کا الگ سے ذکر کرنے کی کیا وجہ تھی؟. اس کا جواب دینے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ اس ہی آیت سے ایک آیت پہلے سورہ النساء آیت ۱۶۳ میں اللہ یہ بات بیان کر چکا ہے کہ حضرت موسیٰ کو بھی اس ہی طرح وحی کی گئی جیسے اور دوسرے انبیا کو. آیت ہے.

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ﴿۱۶۳﴾

اے محمدؐ! ہم نے تمہاری طرف اُسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوحؑ اور اس کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی ہم نے ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ، عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف وحی بھیجی ہم نے داؤدؑ کو زبور دی (۱۶۳)

یہ آیت اس بات میں بلکل صاف ہے کہ حضرت موسیٰ سے کوئی الگ انداز میں کلام نہیں کیا گیا بلکے اس کی بھی وہی صورت تھی جو دوسرے انبیا کے لیے تھی.

پھر سورہ النساء کی آیت ۱۶۴ کا کیا مطلب ہے؟. اس کو کیسے سمجھا جائے.

اس کے لیے اس ہی سورہ کی آیت ۱۵۳ سے لے کر یہاں تک پڑھتے ہوئے آئین تو اس کا سیاق وسباق مل جاے گا کہ بات کس تناظر میں ہو رہی ہے اور اس کے مخاطبین کون ہیں اور یہ کس بات کا جواب دیا گیا ہے.

یہاں اہل کتاب پر حجت قایم کی جا رہی ہے. اہل کتاب کا یہ مطالبہ کہ ان پر کوئی تحریر اتاری جاے کے جواب میں اللہ پاک فرما رہے ہیں کہ یہ اس قسم کے مطالبے موسیٰ سے پہلے کر چکے ہیں. بلکے اللہ کو علانیہ دیکھنے کا مطالبہ بھی ان ہی لوگوں نے کیا تھا. کوہ طور کے دامن میں ان سے عہد لیا تھا لیکن اس عہد کی بھی انہوں نے پاسداری نہیں کی، پھر ان پر ایک کے بعد ایک فرد جرم عید کی جا رہی ہے کہ حضرت مریم پر بہتان لگایا، پھر یہ غلط بات کی کہ حضرت عیسیٰ کو قتل کر دیا، سود لیتے تھے، لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے تھے.

ان سب باتوں کے بعد پھر سورہ النساء کی آیت ۱۶۳ اور ۱۶۴ آتی ہیں. جس میں حضرت موسیٰ کا الگ سے ذکر کرنے کا مقصد یہی تھا کہ اللہ نے حضرت موسیٰ سے بھی کلام کیا تھا، تو اگر اب اللہ نے محمدؐ سے کلام کیا ہے تو اس میں اتنی تعجب کی کیا بات ہے. اس سے پہلے والے تمام انبیا سے بھی ایسے ہی کلام کر چکا ہے. پھر اگر تم اس نبی کا انکار کرتے ہو تو پھر ان تمام انبیا کا بھی انکار کرو. پھر اپنے باپ حضرت ابراہیم کا بھی انکار کرو. یہ کوئی نرالا رسول تو نہیں ہے.

یہ ہے اس آیت کا سیاق وسباق جس کو کاٹ کر احباب اپنے ایک غیر قرانی عقیدہ کو ثابت کرتے ہیں.

پھر اللہ کس طرح اپنے انبیا سے کلام کرتا ہے اس کا ذکر سورہ الشوریٰ کی آیت ۵۱ میں بیان ہوا ہے.. آیت ہے..

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿۵۱﴾

کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اُس سے روبرو بات کرے اُس کی بات یا تو وحی (اشارے) کے طور پر ہوتی ہے، یا پردے کے پیچھے سے، یا پھر وہ کوئی پیغام بر (فرشتہ) بھیجتا ہے اور وہ اُس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے، وحی کرتا ہے، وہ برتر اور حکیم ہے (۵۱)

اس آیت میں تین باتوں کا ذکر ہے.

ا . وحی: جس کے معنی اشارہ کرنے کے ہیں، یا کوئی بات براہ راست دل میں ڈالنے کے ہیں. جیسے روح القدس اللہ کا کلام نبی کے قلب پر اتارتے تھے. اس میں نبی فرشتے سے کلام نہیں کرتا. کوئی سوال بھی نہیں ہوتا بلکے اللہ کا کلام نبی کے دل پر اترتا ہے.

۲ . پردے کے پیچھے سے: اس میں نبی اللہ کا کلام فرشتے کے توسط سے سنتا ہے. اس کو فرشتے کی آواز سنائی دیتی ہے لیکن خود فرشتہ سامنے نہیں ہوتا. جیسے حضرت موسیٰ کو پہلی وحی ملتی ہے اور ان کو آواز دی جاتی ہے. اس میں رویا یا کشف بھی شامل ہے جس می ایک نبی رویا دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم اور رسول اللہ کا رویا جس کا ذکر سورہ بنی اسرائیل میں ہے.

۳ . اللہ کوئی فرستھا بھیجتا ہے: اس میں فرشتہ اپنی اصلی حالت میں یا انسانی شکل میں دکھتا ہے اور نبی سے کلام کرتا ہے. نبی اس سے سوال کرتے ہیں اور جس کا کا جواب وہ اللہ کی اجازت سے یا تو خود دیتا ہے یا اللہ فرشتے کے توسط سے اپنے نبی کو " قل " کہ کر حکم دیتا ہے کہ اہل ایمان سے کہو، یا براہ راست (فرشتے کے توسط سے) اپنے نبی سے خطاب کرتا ہے.

میرے نزدیک قرآن اس بات کی تائید نہیں کرتا کہ حضرت موسیٰ سے اللہ نے کسی الگ انداز میں کلام کیا بلکے اس نے ویسے ہی کلام کیا جیسے دوسرے انبیا سے کلام کیا تھا۔

☆☆☆☆☆